

قیمت سالانہ ے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

| جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۴ جون ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۴ |

گلدستۂ اخبار

۲۷ مئی کو قطالعارہ میں پادری پی۔ کے اجی نے لاہور کے الفت علی کے بیٹے احمد علی دکیر رج فرما کو بپتسمہ دیا۔ مبارک۔

اس اور گذشتہ ہفتہ کی خبروں سے جو مغربی میدان سے موصول ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اتحادی تحمنہ ہیں۔

جرمن کے تمام حملے انہوں نے رد کے ہیں جن میں جرمنوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔

ہفتہ سے اتحادی برابر بڑھ رہے ہیں اور کامیاب ہو رہے ہیں

جرمن ہوائی جہاز تحادیوں کے عقب میں ہسپتالوں اور کراشگاہوں پر بم پھینکتے ہیں۔ جنوبیں اطالوی میدان میں بھی اطالوی اور فرانسیسی فوجیں کامیاب ہیں۔

پوپ نے برطانیہ کلاں کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے کرسٹی ڈے (مسیح کے دن) پر کولونگے پر گولہ باری نہ کرنے کی تجویز کو خوشی سے قبول کر لیا۔

یکم جون کو ایک برٹش ہوائی کشتی نے بحر شمال میں دشمن کا ایک ہوائی جہاز نیچے اتار لیا۔

انگلستان یا ہندوستان سے جو لوگ بہت دیر سے جنگ میں شریک کار ہیں۔ ان کی رخصت کی بابت غور کیا جا رہا ہے۔ مگر جنگ کی وجہ سے ابھی کسی قسم کی تعین نہیں ہو سکتی۔

جنرل ارشل اسپات کا آرزو مند ہے کہ جو لوگ میسوپوٹامیہ میں مدت سے کام کر رہے ہیں ان کی رخصت پر سب سے پہلے غور کیا جائیگا۔

حال ہی میں ہاؤس آف کامنز میں بمساکش کی اشیا پر ٹیکس لگائے جانے کی تجاویز موجودہ بجٹ سے نکال دی گئی ہیں۔

مسٹر بونر لا اس امر کو علیحدہ بل میں پیش کرینگے۔

سروجسٹر میں ایک شیمر کا جو بھا انجنیر لیاہا پھٹ پھٹنے سے فوت ہو گیا۔

نیویارک (امریکہ) کی ایک عورت کو جاسوسی کے جرم میں دس سال قید کی سزا دی گئی ہے۔

ٹوکیو (واقعہ جاپان) کی خبر ہے کہ کثیر حلقوں میں یہ زمانہ جاری ہے کہ قبل اس کے کہ جرمن گورنمنٹ سائبیریا کی آبادی کو ضروری سامان پہنچائے جاپان کو یہ کام کرنا لازم ہے۔

۲ جون کو جرمن ہوائی جہازوں نے پیرس پر یورش کی مگر صرف ایک جہاز آگے بڑھ سکا۔ اس کے بم پھینکنے سے ۱۲ آدمی سخت مجروح ہو گئے۔

تار برقیات

اتحادیوں کی کامیابی

لندن ۷ جون - ایک فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ مونٹ ڈیڈیئر کے شمال اور لڑیاں کے مغرب میں ہم نے دشمن پر متعدد دھاوے کئے - اور اس کے آدمی گرفتار کر لئے - دریائے آئیسن کے شمال میں ہم نے نصف شب کے وقت ایک حملہ کر کے فونٹینائی کے مغرب میں لیبورٹ نامے ایک گاؤں لے لیا دریائے آئیسن کے جنوب میں ہم نے ایملیز کے جنوب مشرق میں اپنے مورچے آگے بڑھا لئے - دریائے اورق اور میرن کے درمیان ہم نے مقامی لڑائیاں کیں - بیلول لاوڈ کے علاقہ میں ہم آگے بڑھ گئے اور کلگن کے شمال میں ولنی نامے گاؤں لے لیا - اور ایک جنگل بھی لے لیا - نیز ہم نے اس گاؤں کے شمال میں بھی زمین لے لی - اس سے اور آگے جنوب کیلرٹ امریکن فوجوں نے تین دیہات کے درمیان کی زمین لے لی - پھر ہم نے سرگرم حملہ کر کے پہاڑی نمبر ۲۰۴ پر بھی قبضہ کر لیا - دریائے میرن اور ساتمز کے درمیان برٹش فوجوں نے بگنی نامے گاؤں لے لیا اور دشمن کا سخت نقصان کیا - ہم نے ان لڑائیوں میں ایک سو قیدی گرفتار کئے -

لندن ۷ جون - اب چونکہ جرمن جارحانہ حملہ کی طاقت صرف ہو چکی ہے - اس لئے اب اتحادیوں کی باری حملہ کرنے کی آئی ہے - اور کل انہوں نے تمام خطہ پر مقامی کامیابیاں حاصل کیں - اور ان دیہات پر از سر نو قبضہ کر لیا ہے جہاں سے دشمن پر حملہ کرنے کا عمدہ موقعہ پہنچائیگا - سب سے اچھی فتح پہاڑی ۲۰۴ کو پھر سے لینا تھا - اس پہاڑی کی بلندی ۵۰۴ فیٹ ہے اور ایک ایسے مقام کے درمیان واقعہ ہے جس کی بابت کہتے ہیں کہ جرمن حملہ کا ابتدائی نقطہ ہے - اور جہاں سے دشمن پر ایک بھاری ضرب لگ سکتی ہے - اگر وہ پیرس کی طرف کی طرف دھاوا کرتے ہوئے دریائے میرن پر کوئی مورچہ بنائے - جرمن ابھی تک ان بلندیوں پر قابض ہیں جو دریائے میرن کے شمال میں چاتیرے سے دورمن تک واقعہ ہیں - مگر ظاہر ہے کہ انہوں نے پہاڑی نمبر ۲۰۴ سے جیری سر میرن تک کا رستہ جو دریا کے ساتھ پیرس کو جاتا ہے ہاتھ سے کھو دیا ہے - امریکن فوجوں نے پہاڑی نمبر ۲۰۴ کے لینے میں بڑا بھاری حصہ لیا جبکہ برٹش افواج نے بگنی کے از سر نو لینے میں شہرت حاصل کی -

محاذ کا بڑا حصہ ابھی تک حملہ کی جاسوسی اور تازہ لڑائیوں کے لئے کھلا پڑا ہے ایمینز اور کیلے اور پیرس تک جو سڑک ہے - اور جس پر اتحادی [illegible] کی طرح پڑے ہوئے ہیں - اور جہاں کی بابت جرمن لوڈنڈارف خیال کرتا ہے کہ اتحادی کمزور ہونگے - ابھی تک جرمنوں کے لئے ناقابل گذر ہے -

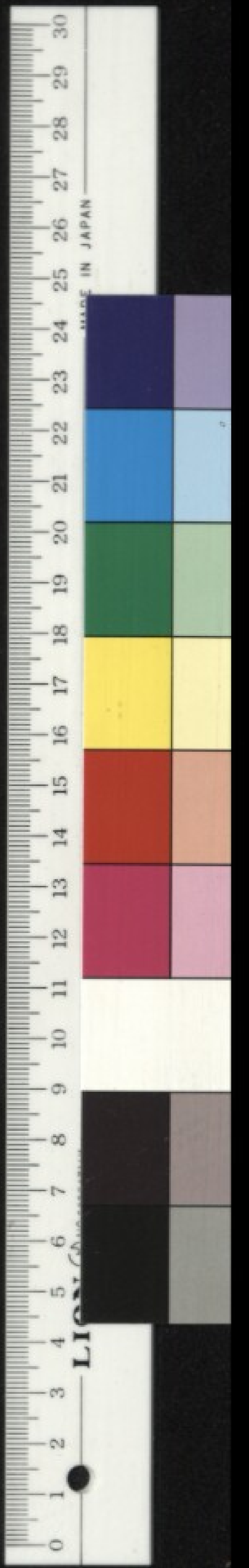
یہ امر قابل غور ہے کہ جرمن پیشقدمی کے محاذ کی وسعت اس سے بہت کم رہ گئی ہے - جو اس وقت سے دو ماہ قبل تھی - مگر توپیں جو اس سے پہلے کی لڑائی میں لے لی گئی تھیں اس جنگ میں اُن سے نصف لی گئی ہیں - اور قیدیوں کی تعداد تقریباً وہی ہے جو جرمن علی الحساب بیان کرتے ہیں - پس باوجود دشمن کی بڑی کامیابیوں کے جو اس کو مورچوں کی تعداد کے لینے میں ہوئی ہے ان سے اتحادیوں کا بہت ہی کم نقصان ہوا ہے - اور اسی کو توڑنا دشمن کا مقصد اعلیٰ تھا - اس لئے اب جرمن پبلک کو امیدیں دی جاتی ہیں کہ فتح صرف آہستہ آہستہ زور لگانے کے ذریعہ سے ممکن ہے -

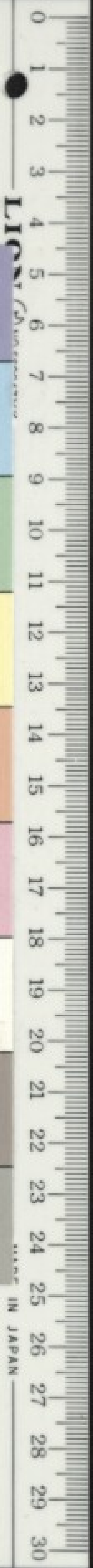
شمال میں برٹش کی دیگر فتحیں

لندن ۸ جون - رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیم برٹش صدر مقامات رپورٹ دیتا ہے - دائے قین پر جو لڑائیاں ہوئی ہیں ان میں ہمیں پوری فتح ہوئی ہے - اور ہمارے ہاتھ کچھ بلند سطح زمین اور دو نوم لگ گئے ہیں - جو مضبوط مشین گن کے حملوں کے مورچے بنائے گئے ہیں - اگرچہ دشمن نے جان توڑ کر حملے کئے تھے تو بھی ہمارا نقصان بہت خفیف رہا - پھر جون کو جو ہم نے مقام ٹلاٹے پر یورش کی تھی وہ ہمارے حق میں خوب رہا - کیونکہ ہم نے ایک ہزار گز تک اور گھس کر چار سو گز جرمن خندقیں کو بالکل صاف کر کے اور اس کے چھینے کے گروپ کو ہم نے اکھاڑ کے ایک بھاری خندقی توپ کو جو بڑی بھاری [illegible] ایک [illegible] اڑا دیا - جو قیدی گرفتار ہوئے ہیں وہ تخمینہ لگاتے ہیں کہ جرمن کی ایک پوری کمپنی اس میں ضائع ہو گئی -

جاپان اور سائبیریا

لندن ۳ جون - ٹوکیو سے ڈیلی میل کا ایک تار مظہر ہے - باخبر حلقوں کی رائے ہے کہ جاپان کا سائبیریا میں مداخلت کرنے کا فیصلہ تا حال تاریکی میں ہے اس لئے سائبیریا کی آبادی کو روز مرہ کی چیزیں مثل بوٹ وغیرہ پہنچانے میں فوراً اقدام کرنا چاہئے پیشتر اس سے کہ جرمن اس امر میں اقدام کرے [illegible] میں [illegible] گندم [illegible] سیر فی روپیہ





ایڈیٹوریل نوٹس

کلیسیائی سلف گورنمنٹ یہ ہم کیوں چاہتے ہیں؟

(۳)

کلیسیا میں سلف گورنمنٹ کے حق میں ایک اور زیادہ پختہ دلیل یہ ہے کہ جیسا سلطنت میں ویسا ہی کلیسیا میں بھی خارجی حکمرانی طبیعتوں کو ذلیل کرنے والی ہے۔ سرپرستی کی حالت جو کلیسیا کی نابالغی کی حالت میں ضروری اور صحت بخش ہوتی ہے۔ وہ اس کے ایام طفولیت میں بہت مضر اثرات پیدا کرنے والی ہے۔ پاؤں پر کھڑا ہو جانا ہی وہ امر ہے جو فطرت انسانی کے اندرونی خواص کو پیدا کرتا ہے جہاں کہیں حاکم اور محکوم کے درمیان ہمدردی نہ ہو اور جہاں ماتحت کارندے یہ خیال کریں کہ وہ غیر ملک حاکم کے ماتحت صرف تنخواہ دار ملازم ہیں وہاں اعلیٰ اور افضل مقاصد کے لئے سب کا ماتحت ہونے اور زیادہ لازمی مطالبات کے مقابلہ میں اپنے آرام و آسائش کو خیرباد کہنے کی توقع نہیں کیجا سکتی۔ ایسے حالات میں کلیسیا کا مدعا اجنبی حکمرانی ہی کا مدعا اور کلیسیا کی خدمت غیر ملک کے حکمراں ہی کی خدمت رہ جاتی ہے۔ کلیسیا کی کمک کے لئے روپیہ پیسے کی یا اُس کی خدمات کے لئے جو اپیل کیجاتی ہے۔ اُن کا جواب اُنہیں وجہات سے نہیں دیا جاتا اور نہ ہی خارجی حکمرانی کے ماتحت ہوتے کلیسیا کی زندگی میں وہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے جو کسی کام کے آغاز کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اور خود آزادگی کی موزوں زمین ہی میں پیدا ہوتی اور نشوونما پاتی ہے کلیسیا کے اندر خارجی حکمرانی اور ذاتی حکمرانی ہر دو ہندوستان کے مغربی ساحل پر پہلو بہ پہلو پائی جاتی ہیں۔ میں نہیں خیال کرتا کہ اُن کے اتحادیں اپنی قربانی کی طبیعت میں اور اپنی کلیسیاؤں کے سرگرداں پر پورا اعتماد رکھنے میں خود مختار سوریانی کلیسیاؤں کے ممبروں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور کلیسیا بھی موجود ہے۔ اُن کی نظروں میں جو کلیسیا کا مدعا ہے۔ وہی ہر شخص کا بھی ہے۔ اور کلیسیائی کمک اور وہ بھی اُن کی نظروں میں ایسی ہی لابدی ہے جیسے کسی خاندان کی کمک اور قائمی ضروری ہے۔ سوریانی میٹرن کی بلاہٹ فرض کی بلاہٹ ہے اور اُس کا نام قربانی کا جوش ہے۔ جن کلیسیاؤں میں غیر ممالک کی حکمرانی موجود ہے اُس کے مقابلہ میں سوریانی کلیسیائیں نمونہ ہیں۔ ذاتی قربانی کی روح اور کلیسیا کی استواری کے لئے کشادہ دلی سے دینے کی مستعدی اور عام مدعا کا جوش اور غیرت اُن میں (یعنی غیر ممالک کی کلیسیاؤں میں) قطعاً یا ایک وسیع حد تک معدوم ہیں۔ کلیسیا مشنری کی کلیسیا ہے۔ اسی لئے ہر ایک ممبر خیال کرتا ہے کہ مشنری ہی کلیسیا کے سپورٹ کے لئے روپیہ لائیگا اور ضرور لائیگا نتیجہ یہ ہے کہ جہاں کا ایک ممبر ایک روپیہ دیتا ہے۔ مغربی ساحل کی خود مختار کلیسیاؤں کے نمونہ سے نہ صرف کلیسیا میں سلف گورنمنٹ کے فوائد ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ کلیسیا پر حکمرانی کرنے کی قابلیت بھی ہندوستانی کلیسیا میں موجود ہے۔ اور یہ حالت اس امر کی مقتضی ہے کہ ان باتوں کا تجربہ کلیسیائی سلف گورنمنٹ میں ہونا چاہئے۔ جہاں ان کا تجربہ ابھی تک نہیں کیا گیا۔

خدا برائی میں سے بھلائی نکالتا ہے

ہمارا خداوند خدا جو آسمان اور زمین اور ان میں کی تمام چیزوں کا خالق اور مالک اور پروردگار ہے اول سب پر طبعی اخلاقی اور روحانی ہر سہ کی حکومت کرتا ہے وہ بدکرداروں کے مقاصد اور اعمال اور افعال پر بھی ایسی پوری حکمرانی کرتا اور اُن کو ایسے طور پر استعمال کرتا ہے کہ وہ اُن سے اُن سب کے لئے جو اُس پر ایمان لاتے اور بھروسہ کرتے ہیں اور اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ عمدہ عمدہ نتائج اور مسرت بخش پھل پیدا کرتا ہے۔ جن سے ایماندار کا ایمان اور اعتماد خدا پر اور زیادہ بڑھ جاتا ہے وہ اُس سے اور زیادہ محبت کرنے لگ پڑتا ہے اور اُس کی ایسی خالص اور پرخلوص فرمانبرداری کرتا ہے جس سے اُس کے نام کی بزرگی اور تعریف اور عزت اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ بدکرداروں کے گناہ اور شرارتیں اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ وہ ناقابل عفو بن جاتی ہیں۔ تو بھی وہ عجائبات کرنے والا خالق اُس کے تاریک کاموں کو استعمال کرتا اور اُن سے اپنی خدمت کرواتے ہیں اُن کو ایسا موزوں حال اور مفید مطلب بنا لیتا ہے کہ وہ اُس کے فضل کی بادشاہی کے تمام فیاضانہ مقاصد اور منشاؤں کے بر لانے اور اشاعت میں موثر اور کامل وسیلہ بنجاتے ہیں۔ یہ الٰہی قانون کچھ ایسا واقعہ ہے کہ گو ہم اپنی زندگی میں اُس کے عمل کا پورا پورا احساس اور تجربہ

رکھتے ہیں تو بھی وہ ہماری سمجھ اور عقل سے باہر ہے لیکن جو کچھ ہمارا فرض ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے مسیحی بادشاہ کی دل و جان سے خالص فرمانبرداری کریں اور باقی باتوں کو اُسی پر چھوڑ دیں جو رحیم اور رحمٰن ہے۔ اور غصہ اور غضب کرنے میں دھیما اور فضل بخشنے میں غنی ہے۔ اور جس نے مسیح میں اپنے فضل کی اُس دولت کو جو تمام انسانی تحقیقات سے باہر ہے۔ بنی نوع انسان پر کثرت سے نازل کر کے دنیا کو اپنا احسانمند اور گرویدہ بنا لیا ہے۔

سبت کی قدر و منزلت اور قدسیت و اہمیت

اخلاقی قانون جس کا ایک حصہ سبت کی بابت ہے وہ اپنے مقنن کی خصلت اور اُس تعلق سے جو وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ رکھتا ہے ہر زمانہ اور ہر حالت کے لوگوں پر لازمی فرض ہے۔ خداوند یسوع مسیح جیسا جو اپنی ذات اور صفات میں غیر متبدل ہے ویسا ہی اُس کے دس احکام بھی جن میں سے ایک حکم سبت کو ماننے کا ہے۔ اور جو اُس کی مرضی کا اظہار اور اُس کے کمالات کا آئینہ ہیں بالضرور ویسا ہی ہیں اور جیسا کہ وہ ابتدائے آفرینش میں آدم اور حوا کی مقدس زندگی بسر کرنے کو اُن پر فرض تھے۔ ویسے ہی آج بھی ہر فرد بشر پر اُس کی مقدس اور سدھائی زندگی بسر کرنے کے لئے لازمی ہیں اور ہمیشہ تک لازمی رہیں گے۔ اور اگرچہ خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں نے لفظی طور پر دس احکام کا کبھی ذکر نہیں کیا تو بھی جو باتیں شریعت میں لکھی ہوئی ہیں خود اُن پر عمل کیا اور انسان سے اُن کی تعمیل کا مطالبہ کیا ہے اور جو باتیں خلاف شرع ہیں ان پر اپنی زندگی اور تعلیمات سے فتویٰ دیا ہے۔

ڈاکٹر چارلس ہاج صاحب جو الٰہیات دانوں کا سرو سردار تسلیم کیا گیا ہے سبت کی مداومت کا یوں ذکر کرتا ہے۔ سبت کا تعلق عالمگیر قوانین کی ایک قسم سے ہے جو تمام زمانوں کے تمام لوگوں پر فرض ہیں (۱) اس لئے کہ اس کا تقرر شریعت موسوی کے دیئے جانے سے پیشتر ہوا (۲) اس لئے کہ اُس کے ماننے کی وجہ ایک عام وجہ تھی۔ یعنی ایسی وجہ جس کا تعلق تمام قوموں کے ساتھ تھا۔ (۳) اس لئے کہ پیشینگوئی کی گئی تھی کہ یہ مسیح کے ایام حکومت میں مانا جائیگا (۴) اس لئے کہ فرمان الٰہی کے ذریعہ سے کل مسیحی کلیسیا اس کو مانتی چلی آئی ہے۔ (۵) اس لئے کہ دس احکام میں اس کا اندراج شامل ہے۔

کچھوے اور ہاتھی کی دوڑ

کہتے ہیں کہ ایک ہاتھی سڑک پر جا رہا تھا کہ اتفاقاً راہ میں اُس نے ایک کچھوے کو دیکھ کر ترشروئی سے کہا "راہ میں سے پرے ہٹ جا"۔ کچھوا بےچارہ دبک کر پیچھے ہٹ گیا۔ مگر ساتھ ہی ہاتھی سے یوں مخاطب ہوا۔ "تم مجھ سے ایسی ترش روئی کے ساتھ کیوں بولتے ہو؟ کیا تمہارے خیال میں کسی مصرف کا نہیں ہوں؟ اگر تم میرے ساتھ دوڑو تو تمہیں حقیقت معلوم ہو جائے گی"۔ یہ سنکر ہاتھی زور سے قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور بولا "تم تو میرا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے لیکن خیر تمہاری خاطر مجھے ابھی دوڑنا منظور ہے"۔ کچھوا بولا "نہیں ابھی نہیں۔ مگر میں کل علی الصبح تم سے یہاں ہی ملونگا۔ اور تب ہم دونوں ملکر دوڑینگے"۔ دونوں اس بات پر متفق الرائے ہو گئے اور کچھوا روانہ ہو کر اپنے دوستوں (کچھوؤں) کے پاس پہنچا اور اس قرارداد کی اُنکو خبر دی۔ اُنہوں نے اُس کی مدد کرنے کا وعدہ کر لیا۔ دوسری صبح اُس نے دوسرے کچھوؤں کو اُس سڑک پر جس پر دوڑ قرار پائی تھی موزوں فاصلہ پر ایک ایک کر کے بٹھا دیا۔ اور خود مقررہ جگہ پر ہاتھی سے جا کر ملا۔ اور دونوں دوڑنے لگے حتی کہ ہاتھی تھک گیا۔ اور کچھوے کو پکارا "اب تم کہاں ہو؟" ہاتھی نے ایک آواز یہ کہتی ہوئی سُنی کہ "میں تو یہاں ہوں"۔ اور کیا دیکھتا ہے کہ کچھوا تو اُس سے آگے جا کر کھڑا ہے۔ وہ دونوں پھر اکٹھے دوڑے۔ مگر ہاتھی ایسا دوڑا کہ ماندہ ہو کر ٹھہر گیا اور پکارا "دوست اب تم کہاں ہو؟" اب کی دفعہ پھر وہ کچھوے کی یہ آواز سنکر حیران و ششدر رہ گیا کہ "میں تو یہاں تم سے بھی آگے ہوں"۔ غرضیکہ بےچارہ ہاتھی اسی طرح دوڑتا رہا۔ اور جب تھک کر ٹھہر جاتا کہ ذرا دم لے تو وہ کچھوے کو یہی کہتے سنتا رہا۔ کہ "میں تو تمہارے آگے ہی ہوں"۔ آخرکار ہاتھی تھکا ماندہ ہو کر چاہتا ہی تھا کہ لیٹ کر آرام بھی کرے کہ اُس نے اپنے آگے ہی کچھوے کو دیکھا اور کچھوا فوراً بول پڑا "کیوں بھئی؟ اب تو تسلی ہو گئی؟" یہ سنتے ہی ہاتھی کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی اور ہار کر بول اٹھا۔ جی ہاں تسلی ہو گئی۔ آپ درست کہتے تھے۔ بلاشک آپ مجھ سے تیز دوڑ سکتے ہیں اور کچھوے کے ساتھ دوستانہ طور پر مصافحہ کر کے وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ نہایت خوشخط اور صاف لکھئے۔

روس کی حالت زار
مشنری ریویو آف دی ورلڈ

روس کی ابتر اور مصیبت زدہ حالت کی بابت راوی کہ ایک شخص جو حال ہی میں پیٹروگراڈ سے واپس آیا ہے۔ کہتا ہے کہ وہاں کسی قسم کا امن اور انتظام نہیں ہے۔ بلکہ روز بروز تنزل ہی ہوتی جاتی ہے۔ دفاتر اور کارخانے لوٹے جاتے ہیں۔ لوگ گولی کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ فوجی سپاہی اور جرائم پیشہ لوگ ٹرینوں کو لوٹتے ہیں۔ بار برداری میں انتظامی ہے۔ خاندانوں کے خاندان قحط اور افلاس کے بری طرح شکار ہو رہے ہیں۔ حیرانی اور پریشانی کی کالی گھٹائیں چہار سمت چھائی ہوئی ہیں۔ ایک اور شخص ذکر کرتا ہے۔ کہ یہاں کوئی قاعدہ قانون کوئی پولیس اور عدالت نہیں ہے۔ تمام قید خانے قیدیوں سے خالی ہو گئے ہیں جو سوسائٹی پر بار ہیں اور سب سے بڑھ کر قریب ۲۰ لاکھ کی تعداد میں ایسے مفرورین ہیں جن کا گزارہ ہی مار دھاڑ پر ہے۔ اس سے وہاں کی قابل رحم حالت کا قدرے اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ تمام باتیں نہ صرف روس کی ملکی حالت کی مبین ہیں بلکہ اس آزادی اور راستی پر بڑی بھاری تباہ کن زد ہے۔ جس کے وسیلہ اور حقیقی راستی اور آزادگی کی بحالی کے لئے ہمارے اتحادی جنگ کر رہے ہیں۔ روس جس میں اٹھارہ کروڑ کی آبادی اور علاوہ اس کے بڑی بھاری فوج ہے وہ ہے جو آسٹریا جرمن کے ساتھ سب سے پہلے میدان کارزار میں اترا تھا۔ اور سب سے پہلے ان کے ساتھ صلح کر کے میدان سے پیچھے ہٹ گیا۔ جنگ سے روس کی یہ غیر متوقع دست برداری اور جرمن کی یہ فریب چالبازیاں وہ امور ہیں جنہوں نے روس کو اس حالت میں ڈال دیا ہے۔ اور ہم بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ روس کو کیسے دن دیکھنے پڑیں گے۔ لیکن دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ جرمن کے ساتھ روس نے جو صلح کر لی ہے اس نے جرمن کے لئے روس کے ساتھ جنگ کرنے کو اور زیادہ مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔

روس کے لئے ابھی امید باقی ہے
لیکن اگرچہ روس کی موجودہ حالت بہت ہی قابل رحم ہے تو بھی

ڈاکٹر جان آر ماٹ صاحب جو گزشتہ پچیس برسوں میں چار مرتبہ روس کا دورہ کر چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ روس پر ہمیں ابھی بھی بھروسہ ہے اور اپنے اس بھروسہ اور اعتبار کی بابت چار خاص وجوہات بیان کرتے ہیں جن کا مختصر ذکر ہم سن رواں کے ماہ مارچ کے مشنری ریویو آف دی ورلڈ سے یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ روس پر بھروسہ رکھنے کی پہلی وجہ روسیوں کی خصلت اور سیرت ہے روسی بڑے طاقتور اور حوصلہ مند آدمی ہیں۔ ان کی جسمانی طاقت اور مردانگی ایسی ہے جو کسی اور قوم کے اندر نظر نہیں آتی ہم درحقیقت نہایت ہی محدود احاطہ میں محصور ہیں اور روسی زبان اور علم ادب سے نابلد ہیں۔ لہذا روسی بہادری اور ان کی مرتب کرنے کی قابلیت اور قوت اختراعیہ سے بالکل ناواقف ہیں روسی بڑے جگرے کے لوگ ہیں۔ جب میں گذشتہ سال کے ماہ اگست میں روس سے واپس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ روسی شاید باستثنا بلجیم و فرانس کے بعد از جنگ معاف کر دینے والے لوگ ثابت ہوں گے۔ وہ مذہبی آدمی بھی ہیں اور شاید ان سے بڑھ کر اس امر میں کوئی اور قوم ہو گی پھر روسیوں کا صبر اور برداشت بھی قابل تعریف ہے کیا کوئی کسی ایسی قوم کا نام بتا سکتا ہے جس نے اس قدر صبر اور برداشت کی ہو؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ روسیوں میں بڑے بڑے اور بہت سے طاقتور اور بارسوخ لیڈر ہیں مثلاً کیرنسکی جس کی عمر ابھی ۳۴ ہی برس کی ہے اور بڑا دانا مدبر ہے۔ پھر ٹرسٹسکو نامے ایک اور لیڈر ہے جس کی عمر ۳۱ سال کی ہے چار بڑے بھاری اور دانا مدبر روس میں ایسے ہیں جن کی عمریں ۳۰-۴۰ برس سے کم ہیں تیسری وجہ روسی انقلاب با اصولات ہیں۔ اور یہ وہ اصول ہیں جن کی بدولت ریاست ہائے متحدہ امریکہ وجود میں آئی اور جنہوں نے آخر کار ہمیں اتحادیوں کے ساتھ شامل جنگ ہونے پر مجبور کر دیا۔ چوتھی وجہ جمہوریت کا غلبہ ہے۔ ان چاروں وجوہات کے علاوہ ایک اور وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جس سے روس از سر نو بحال ہو جانے کی ابھری امید پڑتی ہے۔ یعنی کہ ان کے اندر باقاعدہ اور باترتیب رہنے کی قابلیت اور استعداد بھی ہے چنانچہ ماٹ صاحب لکھتے ہیں کہ آج روس پر دو ہزار کمیٹیاں حکمرانی کر رہی ہیں۔ مگر جب سے کہ میں روس سے واپس آیا ہوں جس قدر ترتیب میں نے امریکہ میں دیکھی ہے اس سے کم مجھے روس میں نظر آئی۔

روح القدس یا تسلی دینے والا
امریکن ماسواری رسالہ ریکارڈ آف کرسچین ورک

ایک اعلیٰ درجہ کے جرمن رومن کیتھولک مشنری اخبار سے جو امریکہ کے شہر ٹیچنی سے شایع

ہوتا ہے ذیل کا ایک بیان اقتباس کرتا ہے:
یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ روح القدس کا درجہ - اگر کوئی ایسا بیان کر سکتا ہے - رومن کیتھولکوں کی بہ نسبت غیر رومن کیتھولکوں کے درمیان زیادہ بلند مرتبہ پر ہے - اگر کوئی شخص پروٹسٹنٹ کی جماعت کی کتابوں کو پڑھے تو وہ شخص روح القدس کی قدر و منزلت کے بارے میں مشہور ہے ---- دوسری جانب یہ قابل رحم حالت ہے کہ اس قدر رومن کیتھولک روح القدس کی طرف سے بے پرواہ ہیں - ان کی عبادتوں میں پاکیزگی کے چشمے (روح القدس) سے بڑھکر بعض مقدسوں کی طرف بہت ہی زیادہ توجہ دیجاتی ہے - مقدسوں کی تعظیم تا رتبہ مناسب اور کیتھولک تو ہے - مگر الوہیت کے تیسرے اقنوم کو ان لوگوں کے پس پشت پھینک دینا جو اسی کے طفیل سے وہ کچھ بن گئے ہیں - جو کچھ کہ وہ ہیں بالکل نادرست ہے - اس لئے مقدسوں کی تمام مناسب یادگاریوں میں روح القدس کی یادگار خصوصیت کے ساتھ کرنا واجب و لازم ہے - آگے چلکر بتاتا ہے - اور اسی اخبار سے اقتباس کرتا ہے - روح القدس پر گرجوں کی بہت کم تعداد مخصوص ہے - جبکہ مقدسوں کے نام پر بے شمار گرجے مخصوص شدہ موجود ہیں - اس کا بیان اس طرح پر ہے کہ اگر کوئی شخص کینیڈین کیتھولک ڈائرکٹری کے جس میں تمام گرجوں کے نام درج ہیں - ایک سرے سے دوسرے سرے تک گذر جائے تو سینکڑوں گرجوں کے ناموں کے بعد کہیں جاکر کو روح القدس کے نام پر مخصوص شدہ گرجا ایک ہی ملیگا -

---

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

ہالوز میموریل سکالرشپ (وظیفہ)

پادری جے - ایف - ہالوز صاحب ایم - اے مرحوم کیمبرج یونیورسٹی میں سے اعزاز کے ساتھ پاس ہو کر بیس برس تک پاسٹر اور ایونجلسٹ بنکر مشہور و معروف ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں وہ مشن میں مناد بنکر داخل ہوئے - جس کا ہیڈ کوارٹر شہر برمنگھم اس جگہ کے آفس میں بیس برس تک خدمت کرتے رہے - اور اس کے متعلق انگلستان اور آئرلینڈ کی متحدہ سلطنت میں ۸ دن کی مشن کے عہدہ پر مامور رہے ۱۸۹۷ء میں سیولم کالج مشنری ٹریننگ کالج کے پرنسپل رہے جہاں جہاں فارن مشن کی خدمت کے لئے طلبا تیار کئے جاتے ہیں - یہاں اُن کی زیر تعلیم سینکڑوں آدمیوں نے اپنا تھیولاجیکل کورس ختم کیا - منجملہ انکے غرض مسیحیت کرنے کی سرگرم غیرت اور جوش میں ہو کر وہ ہندوستان تشریف لائے - اور یونین چرچ منصوری کے پاسٹر کی حیثیت میں اُنہوں نے تیرہ برس صرف کئے - اور موسم سرما میں ساڑھے تین ماہ تک شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں میں کلیساؤں کے درمیان بطور ایونجلسٹ دورہ کرتے رہے - اُن کی خدمات کی ہر جگہ قدر و منزلت ہوتی رہی اُن کے درس بڑے پرجوش اور معقولیت سے پُر ہوا کرتے تھے - جن کے ذریعہ سے مدرسوں اور کالجوں کے بہت سے مرد اور عورتیں مسیح کے پاس لائے گئے - آخر کار جب وہ متھرا میں اپنی مشن کے کام میں مصروف تھے تو اُس خداوند کی ملاقات کے لئے بلا لئے گئے جس کی اُس نے ایسی خوشی اور تقوے کے ساتھ خدمت کی تھی -

منصوری یونین چرچ کے ٹرسٹیوں نے ان کے کارہائے نمایاں اور ایسے شخص کی یادگار میں جس نے کلیسیا میں ایسی عمدگی کے ساتھ خدمت کی - چاہا کہ ایک مناسب یادگار قائم کیجائے چنانچہ اُنہوں نے اُن ہندوستانی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک وظیفہ قائم کر دیا جو اپنی ہندوستانی بہنوں کے درمیان انجیل کی بشارت دینے کے لئے ٹریننگ کی جاویں - اس وظیفہ کے لئے کم از کم چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہوگی - لہذا یہ تجویز کی گئی ہے کہ یہ وظیفہ ہندوستانی مستورات کو دیا جاوے جو متھرا ٹریننگ ہوم میں تعلیم پائیں کیونکہ یہاں ہی صاحب مرحوم ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کو ناگہاں جان بحق تسلیم ہو گئے - اس کے متعلق تمام عطیات الائنس بنک آف شملہ لمیٹڈ منصوری کو بھیجنے چاہئیں -

بنکوں اور گورنمنٹ دفتروں میں ۸ جون تک وار بانڈ اور قرضہ جنگ کی قسم ۱۲۴۶۰۱۳۰۰۰ روپیہ تک پہونچگئی ہے -

ضلع جفنا واقعہ سیلون میں سب سے پہلی واردات حال ہی میں واقعہ ہوئی ہے -

ایک ہندو کی دوسری جوان بیوی جو معزز خاندان سے تھی اپنے خاوند کی وفات پر اپنے کپڑوں میں مٹی کا تیل ڈالکر اور آگ لگا کر ستی ہو گئی -

---



(اڈیٹر نامہ نگاروں کی راؤں کا ذمہ وار نہیں ہے)

ہندوستانی مسیحی کلیسیا کی پرافسوس حالت

(از قلم خادم القوم خاکسار اے۔ زبیر از آگرہ)

کچھ تو دے اے فلک ناانصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی۔

دنیا میں ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ جس طرف نظر کرو جنگ و جدل۔ خون و خرابی۔ آشوب اور آشفتگی کی تصویر آنکھوں کے سامنے گذر جاتی ہے۔ زمانہ گویا دردزہ میں مبتلا ہے۔ خدا جانے تھوڑے ہی عرصہ میں کیا کیا انقلابات اور کیا کیا نئے وجدید ظہور میں آئے ہیں اور موجودہ جنگ کے اختتام پر زمانہ کی نیرنگی کیا کرشمے دکھلائیگی۔

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہاں رنگا رنگ۔

آج وہ زمانہ ہے کہ ہر فرد بشر اپنی ذاتی بہتری اور بہبودی کو اپنی تمام امنگوں اور امیدوں کا نشانہ بنائے ہے اور ہر قوم و ہر ملت اسی جدوجہد میں ہمہ تن مصروف ہے کہ کس طرح ترقی وبہبودی کی تنگ شارع عام سے اس طور پر بے روک وٹوک کوچ کرتی ہوئی نکلجائے کہ اُسے اوروں پر سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہو اور اُسے دنیا کی سب سے سربرآوردہ مہذب اور خوشحال اقوام میں نہ فقط حق شمولیت بلکہ مقدمیت کا اعزاز بھی دستیاب ہو۔ یورپ کی مہذب اور شائستہ اقوام میں تو یہ شورش ایک عرصہ سے موجزن رہی ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت یہ مقابلہ اور قومی غیرت کی روح ہی کی بدولت ہے کہ مغربی اقوام نے ترقی و تہذیب میں وہ بلند پائیگی حاصل کی جس کی نظیر رومی اور یونانی تہذیب کے زمانے میں بھی مشکل سے ملتی ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ موجودہ عالم خیز اور مصیبت انگیز جنگ کا اصلی سبب یہی ہے کہ محاربین میں سے ہر ایک اس امر کو تسلیم کرنا گویا اپنی کسرشان تصور کرتا ہے کہ وہ تہذیب وتعلیم میں اپنے حریف سے کسی طرح کمتر ہو۔ رفتہ رفتہ اس تہذیب وترقی کی روح نے اس قدر زور پکڑا کہ کچھ زمانہ گذرنے پر وہ یورپ اور امریکہ سے سفر کر کے مشرقی دنیا کے ممالک میں آدھمکی چنانچہ اُس کے شعبدہ انگیز اثر نے جو جو تبدیلیاں جاپان۔ فارس اور چین وغیرہ کے ممالک میں پیدا کیں ان سے فی زمانہ کوئی باہوش انسان ناواقف نہیں۔

جس رفتار سے یہ ممالک ترقی کی شاہراہ پر روز بروز بے دھڑک قدم بڑھائے چلے جارہے ہیں وہ بذات خود ایک حیرت انگیز اور بصیرت کشا منظر ہے۔ اور اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ ممالک بھی اپنی امیدوں کی کاملیت کو پہونچ جائینگے ⁂

یہ ممکن نہیں تھا کہ یورپ۔ امریکہ۔ جاپان اور چین وغیرہ ممالک کی یہ شورش ہندوستان میں اپنا اثر پیدا نہ کرے۔ حالانکہ اس میں کلام نہیں۔ کہ ہندوستان کی سست طبیعت اور یاس افزا حالت ایک عرصے تک ترقی اور تہذیب کی سدراہ بنی رہی اور ملک اس بات پر بہت کچھ آشفتہ خاطر بھی ہوا کہ کوئی بیرونی طاقت اُس کے آرام میں مخل ہو۔ مگر آخر زمانے کا چکر رو کے نہیں رکتا۔ چنانچہ ایک عرصہ کے بعد ہند کو بھی ترقی کی نئی روح کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔ ہندوستان بہ اطاعت قبول کرتے ہی جو تبدیلیاں تمام ملک میں واقع ہوئی شروع ہوئیں وہ بھی اظہرمن الشمس ہیں جن کے طویل بیان اس گنجان مضمون میں امکان نہیں۔ پچیس سال پہلے کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے آج ہندوستان ایک نیا ملک معلوم ہوتا ہے۔ فی زمانہ جب غور سے دیکھا جائے کہ کس طرح جہالت شرافت سے افلاس آسودگی سے اور یاس امید سے مبدل ہوتی جارہی ہے۔ تو ملک کی ترقی ایک معجزہ سا معلوم ہوتی ہے۔ چند ہی برسوں میں ملک کی کایاپلٹ گئی اور ہر طرف ترقی کے سامان نظر آرہے ہیں۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں کسی اور مذہبی فرقے نے اس قدر ترقی نہیں کی جس قدر ہندوستانی مسیحی فرقے نے کی ہے۔ جس پہلو سے نظر کی جائے ہندوستانی مسیحیوں کی ترقی دوسرے فرقوں کی بہ نسبت بدرجہا افضل معلوم ہوتی ہے۔

ہماری یہ ترقی ایک حد تک بے شک فخر کے قابل ہے۔ لیکن افسوس کہ اس ترقی میں ابھی سے تنزل کے آثار نمایاں ہیں۔ عالموں کا قول ہے کہ دنیاداری اور بے دینی قوم کی لعنت ہیں۔ جو قوم مسیح کو جو حقیقی زندگی ہے فراموش کردیتی ہے۔ اُس کا انجام آخرکار ہمیشہ بربادی ہوا کرتا ہے۔ اور ہر ایک صاحب عقل مسببات سے خوب واقف ہے کہ فی زمانہ ہماری کلیسیا تباہی کے راستے پر چل جارہی ہے۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اگر خدا بروقت اُس کی حالت پر رحم نہ فرمائے تو بہت جلد وہ غیر اقوام کے تمسخر اور بربادی کا نشان بنجائیگی۔ اب ہم ذرا غور کریں کہ وہ کون کون سی خاص خرابیاں ہیں جو فی زمانہ ہماری کلیسیا کو نقصان پہونچا رہی ہیں۔

اول - بے دینی اور ناحق شناسی نشانہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آجکل ننانوے فیصدی مسیحی

محض نام کے مسیحی ہیں جبکہ مسیحی ہونا فقط اُن کی پوشاک اُن کے طرزِ رہائش یا شائد ان کے انگریزی نام ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ ان باتوں کے علاوہ اگر کوئی اس قسم کا نشان تلاش کیا جائے جو بقول خداوند مسیح اُس کے شاگردوں کی خصوصیات میں سے ہونا چاہئیے تو ہماری جستجو بے سود ٹھہرے گی۔ بہت کم ایسے مسیحی موجود ہیں جنہیں اپنے دین کی غیرت ہو بہت کم ایسے ہیں جن کے گھروں میں صبح و شام کی خانگی عبادت لوازمات میں شمار کیجاتی۔ اور جن کے بچوں کو باقاعدہ پاک کلام کی تعلیم دیجاتی ہے بہت کم ایسے مسیحی نظر آئیں گے جو عام عبادتوں میں سچی عبادت و پرستش کے خیال سے شریک ہوتے ہیں۔ جن کی شخصی زندگی کا دارومدار خود مسیح پر ہے۔ یا جو مسیحی جوش اور غیرت سے اس قدر بھرپور ہیں کہ ان کی پر جوش اور خود انکاری کی خدمت گویا بلند آواز سے یوں پکارتی ہو۔

مسیح کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے

ہم میں سے عموماً اسی خیال میں مست ہیں کہ دینداری اور دینی خدمت صرف مبشروں اور خادم الدینوں کا حصہ ہے۔ مگر افسوس کہ ہماری حالت بھی اس غایت درجے کی ہے کہ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مسیح روح حیات ہے۔ اور چونکہ وہ خود حیات ہے۔ اس لئے اس شاگردوں پر بھی فرض ہے کہ وہ آپ میں حیات رکھیں ورنہ اُس کے شاگرد نہیں ہیں۔ مگر ہیوس ہندی کے ہندوستانی مسیحی اپنے آپ کو اس فرض سے سبکدوش تصور کرتے ہیں۔ وہ مسیحی اس لئے نہیں کہ مسیح کے وسیلے انہیں ابدی زندگی کی امید حاصل ہے بلکہ فقط اس لئے کہ مسیحیت دنیاداری کا ایک نہایت عمدہ وسیلہ ہے۔ اور یہی آزادی انہیں اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ پورے طور پر اپنی دنیاوی خواہشات سے محفوظ ہو سکیں۔

خدا کے فضل سے آج بہت سے مسیحی نوجوان صاحب تعلیم اور صاحب لیاقت موجود ہیں اور سال بسال اُن کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہے۔ مگر ان میں سے کتنے ہیں جو اپنے آپ کو مسیح اور کلیسیا کی خدمت میں نثار کرنے کو تیار ہیں۔ کتنے ہیں جن کے دلوں میں یہی ولولہ ہے کہ مسیح کی خدمت المسیح کی خدمت۔ تعلیم کا کام ختم کرتے ہی بڑی بڑی نوکریوں کی فکر شروع ہو جاتی ہے۔ دنیا کا خیال مقدم دین کا خیال معدوم۔

اس مقام پر یہ امر ملحوظ رہے کہ ہم ہرگز اس بات کے خلاف نہیں کہ کوئی مسیحی دنیاوی عزت شہرت اور ثروت کی جستجو نہ کریں۔ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ کلیسیائی فلاح اور بہبودی کے لئے ان باتوں کا ہونا نہایت لازمی ہے۔ مسیح کا بدن (یعنی مسیحی کلیسیا) اُسی حالت میں تکمیل کو پہنچ سکتا ہے جب اُس میں سارے اعضا موجود ہوں۔ اور یہ اعضا مختلف درجے اور حیثیت کے لوگ ہیں۔ اگر مسیح کی بشارت کے لئے مبشروں اور خادم الدینوں کی ضرورت ہے۔ تو یاد رہے کہ اس مہم کی انجام دہی میں معلموں۔ سرکاری افسروں اور بڑے بڑے تاجروں کو بھی اسی قدر ضرورت ہے کیونکہ اس درجے کے اشخاص کو اپنے ایمان کی گواہی دینے کے بعض ایسے نادر موقعے حاصل ہوتے ہیں جن سے دینی خدمت گذار بھی بے بہرہ نہیں ہوتے لیکن ہماری بدقسمتی تو اس میں ہے کہ ہم میں سے جن اشخاص کو دنیاوی طور پر آسودگی اور آسائش میسر ہے وہ اپنے آپ کو دینی فرائض اور دینی خدمات سے بالکل سبکدوش خیال کرتے ہیں یا تو دنیا کی عزت اور دولت اس میں غایت درجے کا غرور پیدا کر دیتی ہے۔ اور یا دنیاداری اُن کی روح کو مُردہ بنا دیتی ہے۔ ہمارے خداوند کا قول کہ

اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ دولتمند آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو کیسا صادق آتا ہے

پھر چالانکہ کلیسیائی کشش بہبود ترقی کے لئے مسیحی دنیاوی عہدے داروں اور دولتمندوں کا ہونا ضرور ہے لیکن اس زمانے میں سب سے بڑی ضرورت ایسے خادموں کی ہے جو سندر سنگھ جیسے خود انکار صلیب برداروں کی طرح یہ کہہ سکیں کہ جتنی

چیزیں میرے نفع کی تھیں اُنہیں میں نے مسیح کیخاطر نقصان سمجھ لیا۔ یعنی ایسے لوگ جو خود انکاری اور خدمت کی روح سے ملبس ہوں

(باقی دارد)

جنگ عالم

(گذشتہ سے پیوستہ)

وہ سماں بھی قابلِ دید تھا جس وقت کہ تمام نوجوان دورویہ قطاریں کھڑے کئے گئے اور ہر ایک کے ہاتھ میں سبز جھنڈی دی گئی اور رکروٹنگ افسر صاحب بہادر بمعہ پادری ہنری کلارک صاحب بہادر معائنہ کرنے لگے۔ صاحب بہادر دیکھ دیکھ بہت خوش ہوتے تھے اور نوجوانوں کے چہروں سے جوانمردی اور جان نثاری کے آثار نظر آتے تھے۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ جوان اپنے بادشاہ کے لئے اسی وقت جان دینے کو تیار ہیں۔

ٹمپن آباد و پادری ایچ ای کلارک صاحب بہادر۔ ہم پادری کلارک صاحب بہادر کے لئے بڑے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس کام کے لئے سرتوڑ کوشش کی کہ پنجابی عیسائیوں کی فوج تیار ہو سے۔ چنانچہ صاحب بہادر جلیسے

سے ایک دن پہلے ہی ٹینگس آباد تشریف لے آئے اور نہ صرف آپ ہی تشریف لائے بلکہ اپنے علاقہ کے بہت سارے نوجوانوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے جلسہ کے انتظام میں بھی آپ نے بہت بھاری مدد دی اور رنگروٹنگ افسر صاحب بہادر سے بڑے زور کیساتھ پنجابی مسیحیوں کے ساتھ دلی محبت رکھتے ہیں۔ اور ہر طرح کی بہتری کے لئے سوچتے رہتے ہیں میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ پادری کلارک صاحب کے اُس خط کو بھی شایع کروں جو کہ آپ نے لاہور سے ۱۵؍ کو راقم کے نام کمیٹی کی شکر گذاری کے لئے بھیجا تھا۔

فیلڈ میں

آج ہم کو یہ لکھنے کا فخر حاصل ہے کہ ہمارے مسیحی نوجوان بھی دیگر اقوام کی طرح اپنی وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت میدان جنگ میں دے رہے ہیں اور اپنے بادشاہ معظم سلامتی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ چنانچہ ٹینگس آباد و مارٹن پور سے قریباً ایکصد جوان اس وقت فیلڈ میں ہیں جن کے تسلی بخش خطوط روزمرہ آتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے لئے ہر اتوار کو گرجہ گھر میں دعا سے خیر کیجاتی ہے۔

اے پنجاب کے مسیحی نوجوان سپوتو جن پر کہ مسیحی قوم کا فخر و ناز ہے آپ کے لئے آج موقعہ ہے کہ اپنی مہربان و رعایا پرور گورنمنٹ پر اپنی وفاداری و جان نثاری کو ظاہر کرو اور اپنی جانیں اپنے شہنشاہ معظم کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہو کیونکہ اس سے پیشتر آپ کو اپنی وفاداری ظاہر کرنیکا کبھی موقعہ نہیں ملا۔ اس واسطے اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور اپنی مہربان گورنمنٹ پر یہ ثابت کر دکھلاؤ کہ مسیحی قوم بھی ایک بہادر جنگجو قوم ہے۔ کسی قوم نے بغیر جنگی خدمت کے ترقی نہیں کی۔ آج موقعہ ہے کہ آپ اپنی قوم کے ترقی کے زینے کو سب سے اوپر لے جاؤ۔ کیا یہ تھوڑے سے فخر کی بات ہے۔ کہ آج آپ کی بدولت آپ کی قوم میں کئی صوبے دار و جمعدار و حوالدار نظر آتے ہیں۔ حالانکہ جنگ سے پیشتر کوئی سپاہی بھی نظر نہ آتا تھا۔ اے جوانمرد بہادر نبرو۔ اور کر کے دکھلا دو کہ مسیحی قوم ایک بہادر قوم ہے۔

اے پنجاب کے مسیحی ہونہار نوجوانوں چاہے آپ فوج میں ہیں یا دفتر میں یا کسی اور محکمہ میں ہیں آپ کو آپ کی قومی ترقی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ کیونکہ آج آپ ہی کی بدولت آپ کی قوم کی وفاداری و خیرخواہی کا ڈنکہ بج رہا ہے۔ بڑے بڑے جلسوں میں آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اور آپ ہی بدولت بڑے بڑے افیسروں کی زبان مبارک سے آپ کی قوم کے لئے تعریف آمیز کلمے نکلتے ہیں۔ بہادرو بہادر نبرو۔ جوانمردی دکھلا دو اور اپنی قوم کی ترقی و بادشاہ کی سلامتی کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو کر دکھلا دو میں نے مانا کہ آپ دوسری قوموں سے دنیاوی ترقی میں بہت پیچھے رہ چکے ہوئے ہیں۔ لیکن اب موقعہ ہے کہ آپ نہ صرف وہ پچھلی کسر ہی نکالیں بلکہ سب سے آگے بڑھ کے دکھلا دیں۔

اخیر میں میں اپنے قومی سرپرستوں لیڈروں پاسٹروں نمبرداروں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قومی ترقی کا بوجھ زیادہ تر آپ کے سروں پر ہے۔ اس واسطے آپ ہر طرح سے کوشش کریں۔ اور پورے طور پر ریکروٹنگ کے کام میں ہاتھ لگا دیں کہ ہماری مہربان گورنمنٹ کو امید سے بہت زیادہ پنجابی مسیحی ریکروٹ ملجاویں۔ آپ لوگوں کے ذریعہ یہ کام بڑی آسانی سے ہوگا۔ مناسب ہے کہ جگہ بجگہ جلسے کئے جاویں اور اپنے بادشاہ سلامت کی فتحمندی و اقبالمندی کے لئے دعائیں کی جاویں۔ اور پُرتاثیر تقریروں کے ذریعہ وفاداری و خیرخواہی کا سکہ بٹھا کر بہت سارے رنگروٹ مہیا کئے جاویں۔ اگر آپ دل و جان سے اس کام میں کوشش کریں تو اُن نوجوانوں کی بابت جو اس وقت فالتو ہیں بتلاتے رہیں تو یقین ہے پنجاب میں کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا ایسا گھر نہ ہوگا۔ جہاں سے کہ ایک یا دو فوجی ریکروٹ نہ ملیں۔

کرے فتحمند خوشحال اور سربلند
راج اس کا ہو اقبال مند
بادشاہ کی خیر

بقلم اے۔ آر۔ سالومن۔

مارٹین پور

اس علاقہ کی طرف مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۸ء بوقت ۴ بجے شام سخت ژالہ باری ہوئی۔ اولے قریب ۲ انچ تک زمین پر جم گئے۔ اور وزن ایک دانے کا کوئی ایک چھٹانک کے برابر ہوگا۔ اسی واسطے بہت سے درخت ٹوٹ گئے اور بعض آبادگاروں کا فصل ربیع بالکل تباہ ہوگیا ہے۔ سرکاری معاملہ کی معافی کے واسطے سرکار کی خدمت میں درخواستیں کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ سرکار عالیہ ان مظلوم آبادگاروں کو تباہ شدہ اراضی کا معاملہ معاف فرماوے گی پر خدا کا شکر ہے کہ مڈل سکول مارٹین پور کی بلڈنگ کے تمام دروازوں اور روشندانوں اور کھڑکیوں کے بیرونی شیشہ جات میں سے ایک کا بھی نقصان نہیں ہوا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ سب محفوظ رہے ہیں۔ بعجہ گرجا گھر و گرلس سکول کی عمارت کے بھی۔

اسی طوفان میں گنگا پور (جو مارٹین پور کے نزدیک ہی ہے) کے کسی ہندو آبادگار کے دو عدد

مویشی یعنے ۲ گائے شیردار و ۲ گاؤمیش شیردار
بعہ بچہ اور ایک جوان بیل گمراہ ہو کر رات کو مارٹین پور
کی گلیوں دروازوں سے باہر نکل چلے تھے۔ اُس
وقت ایک مسیحی جوان بنام گہنا سکنہ مارٹین پور نے
رات بھر اُس تمام مال کی حفاظت کی صبح کو اُس کے
دل میں خیال گذرا کہ یہ ضرور گنگا پور (جو کہ رائے
سیوک رام صاحب کا گاؤں ہے) کے گم شدہ
مویشی ہونگے۔ اور اُس نے دل میں یہ بات ٹھان
لی کہ میں مال اُس شخص کو دونگا جو کہ ان گایوں کے
بچے رکھتا ہو اور وہ اپنی ماؤں کا دودھ چوسیں۔ پس
وہ تمام مال گنگا پور میں رائے صاحب بہادر کے
پاس جو مالک دیہہ و مجسٹریٹ بھی ہیں لے گیا۔ بعد
ازاں رائے صاحب بہادر نے مال کے مالک کو
بلایا۔ کیونکہ اس نے پیشتر اطلاع دی ہوئی تھی کہ
میرا اتنا مال گم ہو گیا ہے۔ بباعث ژالہ باری۔
چنانچہ وہ مالک اپنے مال کو دیکھ کر بہت خوش
ہوا اور شکر گذاری ظاہر کی اور اس جوان کے سر
پر چادر ڈالا گیا۔ بعد ازاں سننا جاتا ہے کہ رائے صاحب
بہادر نے بہت لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ بھی عیسائی
آدمی۔ اور مسیحی مذہب کی بہت تعریف بھی کی۔ اور
مالک مال کو حکم دیا کہ اُس کو کچھ انعام دینا واجب ہے
سو آباد گار نے تین روپیہ نکال کر دیئے یہ دیکھ کر
رائے صاحب خوش نہ ہوئے۔ بلکہ اپنے منشی کو
فرمایا کہ [illegible] خزانہ میں سے اس مسیحی کو دیئے جاویں۔
سو کل مبلغ صد ہو گئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا
باشندگان دیکھو کہ اگر تم ہندوؤں کے ہاتھ اتنا مال
آجاتا تو شاید کسی جگہ فروخت کر آتے۔ اور یہ آدمی
بھی ایسا کرتا تو مبلغ چار صد (۴۰۰) روپیہ کا اُس
کو حصول ہو جاتے۔ لیکن یہ مسیحی مذہب کے بانی مبانی
کی خوبی ہے کہ ان کے سب مسیحی [illegible] از یسوع
مسیح کی تعریف و عزت و نیک نامی کا باعث ہو دیں نہ
کہ بدنامی کا۔ تاکہ ہمارے وسیلے غیر قوموں میں خدا
کے نام کی تکفیر نہ کی جاوے۔ آمین۔

ایک مارٹین پوریہ

جلسہ

مشن سکول فتحگڈھ میں ایمپائر ڈے کا جلسہ

مورخہ ۲۴/۵/۱۸ کو بوقت ۹ بجے صبح سکول ہذا کے
کمرہ ہال میں ایمپائر ڈے کا جلسہ زیر صدارت مسٹر
ایس۔ ایف ڈین صاحب ہیڈ ماسٹر مشن سکول منعقد
ہوا جس میں مندرجہ ذیل کارروائی ہوئی۔ اول
ہیڈ ماسٹر صاحب مشن سکول مذکور نے برٹش گورنمنٹ
کی برکتیں اور خوبیاں وضاحت سے بیان کیں۔ بعدہ
پنڈت لال چند سکنڈ ماسٹر نے موجودہ جنگ اور ہمارا
فرض کے متعلق واقعات پیش کئے۔ بعد ازاں لالہ
ہنسراج تھرڈ ماسٹر نے مضمون بالا کے متعلق خواص
خیالات ظاہر کئے بعد ازاں خود ساختہ غزل سنا کر کے
حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے موجودہ
جنگ اور ہماری مدد کرنے کے طریقے خوش اسلوبی
سے بیان کئے اُس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب مذکور نے
طلباء کو چندہ دینے اور بھرتی ہونے کی ترغیب دیتے
ہوئے اپیل کی جس پر نقد اسوا چھ روپے چندہ اکٹھا
ہو گیا۔ علاوہ ازیں سکول ہذا کے جملہ ماسٹر صاحبان تقریباً
دو سال سے متصل ور سب سکرپشن باقاعدہ دے رہے
ہیں۔ چنانچہ اپریل ۱۹۱۶ء سے اب تک یعنی قریباً
ایک سال میں تقریباً پونے دوسو روپیہ چندہ مختلف
فنڈوں میں سکول ہذا نے دیا ہے۔ ہم طلباء سکول
کے بھی مشکور ہیں۔ جو کہ اپنے پاکٹ خرچ سے چندہ
دیتے رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مشن سکول کی تعلیم اور
لائق ہیڈ ماسٹر صاحب کی خوش انتظامی اور خوش
اسلوبی کا نتیجہ ہے۔ جن کے زیر سایہ سکول دن بدن
ترقی کر رہا ہے۔ اگر اسی طرح سے دیگر سکول بھی وار
ایسوسی ایشن قائم کر کے کافی مدد دے سکتے ہیں اور
کسی کو دو بھر بھی معلوم نہیں دیتا۔

آپ کا داس۔ رام کشن شرما۔ ہیڈ پرشین
ٹیچر۔ مشن سکول فتحگڈھ۔ ضلع گورداسپور۔

(خداوند یسوع مسیح کے نام سے)

استظہار

جو مسیحی احباب میری ناچیز خدمت سے مستفید
ہونا چاہتے ہیں۔ ضرور ہے کہ میرے ساتھ خط و کتابت
کر کے ممنون فرماویں۔

میں ایک ماہ کی رخصت لے کر مختلف جگہوں پر
خاص درس دونگا۔ نیز ہر جگہ کی ضرورت ملحوظ ہوگی۔
مترصد کہ میں نہیں بلکہ خداوند کتنی ایک مفید مجلسیں
کر کے جلال پاویگا۔ آمین۔ اسی کی تمجید ہو۔ شاید یہ
بھی عرض کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ قبل ازیں کئی
دعوتیں بباعث عدیم الفرصتی مسترد کی گئیں۔ جنکی کہ
اب انشاء اللہ تعالیٰ پوری تلافی ہو سکیگی۔ والسلام۔
میں ہوں مسیح میں آپ کا بھائی۔ ملک رنجن خاں
قسیس جنڈیالوی۔ از جنڈیالہ گرو۔ ضلع امرتسر۔

اشتہار

حقائق القرآن کا دوسرا اور ترمیم شدہ ایڈیشن تیار ہے
یہ رسالہ لاجواب ہے۔ اس کے دلائل سب کے سب
قرآن سے لئے گئے ہیں قیمت سوا آنہ۔ ایک آنہ ٹکٹ بھیجدو
کتابیں معہ محصول بھیجی جا سکتی ہیں۔

منیجر کرسچن بک سٹور لودیانہ

مسوپوتامیہ

گذشتہ سے پیوستہ

بصرہ سے لیکر سمندر تک دو طرفہ ۷۰ میل لمبے کھجوروں کے باغات چلے گئے ہیں۔ بصرہ میں بیسیوں جہاز کھجوروں کی باربرداری کے لئے اکثر کھڑے ہوتے۔ دجلہ میں بغداد اور بصرہ اور دریائے قارون میں محمرہ اور اہواز واقعہ فارس کے درمیان اکثر انگریزی اور ترکی جہاز چلتے ہیں۔

دجلہ اور فرات کے اتصال سے جو دریا بہتا ہے اس کا نام شط العرب ہے۔ اس کے کنارے بڑے بڑے بندرگاہ اسباب لادنے اور اتارنے کے لئے انگریزوں نے بنا لئے ہیں۔ مسوپوتامیہ کیا؟ مشرق کا بہشت کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۴) انگلو پرشین آئل کمپنی

مسوپوتامیہ میں مٹی کے تیل کے زمین دوز دریا بہتے ہیں جو کہیں کہیں سطح زمین پر نمودار ہوتے۔ دریائے قارون کے پیچھے تیل کی بہت بھاری کانیں ہیں۔ انگلو پرشین کمپنی نے یہاں چند عرصہ سے کام شروع کیا ہے۔ یہ کان دنیا میں تیسرے نمبر پر شمار کیجاتی ہے کمپنی بذریعہ پائپ کے زیر زمین غیر مصفا تیل دو سو میل سے زیادہ فاصلہ پر عبادان میں لاتی ہے۔ جہاں پر دو مربعہ میل میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ اس میں سات ہزار عربی لوگ کام کرتے ہیں۔ اب تک کارخانوں کی کمی سے اشیائے خام مثل غلہ۔ اون۔ ریشم اور کھجور ممالک یورپ اور ہند کو بھیجی جاتی ہیں۔ لیکن انگریزی افسروں نے اون کے پریس۔ برف کی فیکٹریاں برمیو لگائیں اور بجلی کی روشنی اس ملک میں پہونچا دی ہے عبادان جیسی ابھی اور کئی ایک فیکٹریاں کھلنے کو تیار ہیں۔ علاوہ ازیں انگریزی تاجروں نے اونٹوں

جنگ کا سلسلہ شروع ہوا جس کے بعد ترکی گورنمنٹ نے محکمہ ڈاک "ترکی" کے نام سے اپنے ہاتھ میں لیا۔

بصرہ اور بغداد کی آبادی گذشتہ دو سالوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ بازاروں میں بجلی کے لیمپ بمبئی اور کلکتہ جیسے شہروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بغداد کا پرانا بازار گرا کر دو میل سیدھا نیا بازار بن رہا ہے۔ بصرہ میں اخبار جاری ہوتے اور تھیٹر کمپنیاں ہزاروں روپیہ روز کماتی ہیں۔ کیا یہ جنگ کی برکات نہیں؟

(۵) مجوزہ ریلوے سکیم

دنیا میں سب سے لمبا سلسلہ ریلوے لائن

سلطنت عثمانیہ کی خرابیٔ نظم و نسق کی وجہ سے قدیم شاہراہ تجارت بند ہو گیا۔ اور واسکوڈےگاما انگریز ملاح نے افریقہ کے گرد چکر لگا کیپ ٹاؤن میں سے ہندوستان کا راستہ معلوم کیا۔ اور اس طرح مسوپوتامیہ اور بحیرۂ روم کی بندرگاہوں کی تجارت بالکل ماند پڑ گئی ۱۸۶۹ء میں نہر سویز کے افتتاح سے از سر نو تجارت چمک اٹھی لیکن عنقریب پر مستقیم بر اعظموں کی ساری تجارت مسوپوتامیہ میں سے ہو کر گذریگی۔ مسٹر اورل شٹین صاحب نے ایک سکیم تیار کی ہے کہ لنڈن سے لیکر مدراس اور پیٹروگراڈ دار الخلافہ روس سے کیپ ٹاؤن تک جو براعظم افریقہ کا سب سے جنوبی سرا ہے۔ لائن تیار کرے۔ اور ان سب کا جنکشن یعنی اتصال اسپو ہو۔ جو اس ملک کے جنوب مغربی حصہ میں واقعہ ہے۔

البتہ میں برلن بغداد ریلوے سے جرمن ہیڈ کوارٹر ہی۔ جرمنوں نے خفیہ مطلبیت سے مسوپوتامیہ میں بغداد ریلوے بنائی تھی۔ تاکہ اس کو بصرہ تک لاکر ہند پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوں۔ مگر جرمنی کی امیدیں خاک میں مل جانے اور مسوپوتامیہ کا قلمرو برطانیہ میں شامل ہونے سے مجوزہ ریلوے لائن کی باگ ڈور اس ملک کے ہاتھ میں ہوگی۔ البتہ مختلف اطراف کو ایشیا یورپ اور افریقہ میں شاخیں ہونگی۔

اسپو جنکشن سے

(۱) آسٹنڈ جو لنڈن کے نزدیک بلجیم کی بندرگاہ ہے

(۲) پیکین جو چین کی مشرقی حد پر بندرگاہ ہے۔

(۳) کیپ ٹاؤن جو افریقہ کا جنوبی سرا ہے۔

(۴) مدراس واقعہ جنوبی ہند اور (۵) پیٹروگراڈ قصہ مختصر جب ریل تیار ہو گئی تو ہند اور لنڈن کے درمیان ۶ دن کا سفر ہوگا۔ آجکل قسطنطنیہ سے اسٹنڈ تک پہلے ۳ دن کی راہ ہے۔ اور لنڈن سے براہ مدراس آسٹریلیا کی پورٹ ڈارون تک ۱۵ دن کا فاصلہ ہو۔ جرمنوں نے آغاز جنگ سے فلسطین میں سے لیجا کر سرحد مصر پر جو لائن بنائی تھی وہ قاہرہ سے ملائی جائیگی۔ اور وہاں سے قاہرہ کیپ ریلوے سیدھی جنوبی افریقہ کو چلی جائیگی۔ بصرہ۔ قسطنطنیہ اور بمبئی کی عین سیدھی میں ہے۔ اور قسطنطنیہ ہند اور لنڈن کی سیدھ میں۔

(۶) ہوائی سفر

اس سے بھی بڑھکر حیرت انگیز نہ ہو تھا سفر ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہوگی۔ لارڈ مانٹیگو نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ بعد از جنگ ہوائی جہاز ذیل کے ذریعہ ڈاک اور مسافر ہند اور لنڈن کے درمیان سفر کرینگے جس کے درمیانی سٹیشن وادیٔ فرات میں ہونگے۔ اور نیز فقط تین دن کا سفر ہوگا۔ سو مجوزہ ریلوے لائن اور ہوائی لائن دونوں وادیٔ فرات میں سے گذر کر اس ملک کے شاندار مستقبل کو از حد تقویت اور عظمت بخشینگی۔ خدا کرے کہ یہ انسانی ایجادات و اختراعات جنگ و جدل کے لئے بلکہ بنی آدم کے آرام اور راحت کا ذریعہ ہوں۔ مجھے اکثر خیال آتا ہے کہ جانوروں کی باربرداری اور سواری کی کمی کی شکایت ہوائی جہازوں کی کثرت سے بالکل جاتی رہیگی۔

گو ریس ملاناسان اکمین انسداد بیرحمی حیوانات کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ کسی اور میں نوکری کے لئے درخواستیں لکھ کر تیار رکھیں کیونکہ ادھر جنگ بند ہوئی اُدھر ہوائی جہاز موٹریں بار برداری کی جگہ لے کر ان کی وفات کا پیغام لے آئیں گے۔ (باقی دارد)

ضرورت

ایک تجربہ کار مسیحی ماسٹر کی جو بحیثیت ہیڈ ماسٹر ایک اپر پرائمری سکول کو چلا سکے تنخواہ عنہ لغایت ۲۵ روپیہ ماہوار حسب لیاقت۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام مشتہر بپتہ ذیل پر بھیجنی چاہئیں۔ المشتہر ریورنڈ ڈبلیو ہی سی ٹیہر علیگڈہ چرچ مشن کمپاونڈ

ضرورت

ایک ایسے مسیحی میٹریکولیشن یا انٹرنس پاس شدہ کی ضرورت ہے جو ہندی بھی پڑھ سکے درخواستیں معہ سندات ہیڈ ماسٹر مسن ایم ہیلین مڈل سکول جسونت نگر ضلع اٹاوہ کے پاس ۱۵ جون تک پہونچنی چاہئیں تنخواہ حسب لیاقت مبلغ منگ سے کم نہ ہوگی

اشتہار

دمہ کا شرطیہ علاج

بہت لوگ کہتے ہیں کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے یہ آپ ذرا خیال نہ کریں۔ دمہ کا شرطیہ علاج میرے پاس ہے جس وقت دورہ ہوا ہو اور دم گھٹ کر دم نکل جانے کی نوبت ہو تو اس وقت دوا کی دو خوراک کھائیے اور خدا کا شکر کیجئے قیمت عہ محصول ڈاک ذمہ خریدار

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این اوپڈایہ

ڈاکخانہ لکھنپور۔ سرگجہ سی پی

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے جس میں ابتدائی تعلیم کا اعلیٰ اور مکمل بندوبست ہے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے یہ سکول پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر رہی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خوراک ماہواری فی طالب علم فیس جماعت ماہواری فی طالب علم سرکاری شرح پر خرچ کتب وغیرہ علاوہ ہے۔ مسیحی بھائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم اس بورڈنگ میں حاضر ہو سکتے ہیں سکول ہذا میں قسم قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن دستکاری کو کوئی بورڈ کیا ہو اس کو بھی تیار کر سکتے ہیں۔ بکرو کوئی فی ... حاجت ہو تو ... مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا و بہجت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برین سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں المشتہر

پرنسپل بورڈنگ سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسز کیلب

چندہ سالانہ ۸ اگر ۶ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۷ ہر ایک کاپی۔ المشتہر ای ایم ویری ڈی ڈی لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اُردو و پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو۔ منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ

مخزن مسیحی

یہ دو ماہی رسالہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور علمی خبریں و مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تقسیم ... ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور جمنا یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ؏
ہندوستان و پنجاب سے معہ محصول ؏
غیر ممالک سے ؏
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا پانچواں حصہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک دفعہ کے اشتہار فی سطر ایک آنہ ہے کم سے کم ... کے لئے نہ لیا جاوے گا۔

نوٹ۔ مضمون نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای ایم ویری صاحب بی ڈی ایڈیٹر مینیجر نور افشاں کیتھولک مشن پریس لودیانہ میں باہتمام ... چھپا